کذباتِ مرزا

مرزا غلام احمد قادیانی کے 101 جھوٹ

حکیم محمود احمد ظفر

احرار فاؤنڈیشن پاکستان

جملہ حقوق محفوظ

کتاب: کذباتِ مرزا

مصنف: حکیم محمود احمد ظفر

ناشر: احرار فاؤنڈیشن پاکستان

قیمت: 60روپے

سٹاکسٹ:

مکتبہ احرار: 69-C، حسین سٹریٹ، کرم آباد سٹاپ، وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن، لاہور۔ فون 042-5865465

راوی پبلشرز: 16۔الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔

بساطِ ادب: ادبی چوک، نیو انارکلی، لاہور۔

سنگت پبلشرز: 25/C، لوئر مال، لاہور۔

مکتبہ معاویہ: جامع مسجد روڈ، چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال۔

بخاری اکیڈمی: دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔

SH. ABDUL WAHID

25-ROWAND AVE

GIFFNOCK 7PE

GLASGOW,G46

UK

Tel:0141-9443018

مرزائیت کا رُخِ جفا

1857ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں کی دیوانہ وار قربانیوں سے تاجِ برطانیہ بھونچکا رہ گیا۔ فرنگی دنگ تھے کہ وہ کونسا جذبہ ہے جو فرزندانِ اسلام کو خاک و خون میں بے دریغ تڑپنے پر اکساتا ہے۔ اس بنیادی نقطے کی نقاب کشائی کیلئے لارڈ میو نے 1869ء میں سر ولیم ہنٹر کو اس معاملے میں ایک تحقیقاتی رپورٹ مرتب کرنے کا حکم دیا۔ اس رپورٹ کا لب لباب یہ تھا کہ "جہاد ہی وہ نظریہ ہے جو ان مسلمانوں کے شدید جوش، تعصب، تشدد اور قربانی کی خواہش کی بنیاد ہے۔ اس قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحد کر سکتا ہے اسلئے جسقدر ممکن ہو سکے ایسا محاذ قائم کیا جائے جو انکی ضرر رسانی کو ختم کر دے یا کم از کم ان عقائد (جہاد) کے پس پردہ پائی جانے والی جذباتی اپیل کو سرد کر دے"۔ 1869ء ہی میں برطانوی شہہ دماغوں، اعلیٰ سیاستدانوں، اراکین پارلیمنٹ اور نامور مسیحی مذہبی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد 1857ء کی جنگِ آزادی کے محرکات کا جائزہ لیکر سفارشات پیش کرنے کیلئے بھیجا گیا جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کے اندر ایسی تحریک پیدا کی جائے جو انکی وحدت کو چکنا چور کر دے اور وہ کسی اجتماعی تحریک میں حصہ لینے کے قابل نہ رہیں۔ اسطرح برطانوی حاکمیت کیلئے پیدا شدہ خطرات کم سے کم ہو سکیں گے۔ چنانچہ برطانوی کمیشن اور مشنری فادرز کی تیار کردہ الگ الگ رپورٹیں یکجا کر کے "ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا ورود (The arrival of British Empire in India)" کے زیرِ عنوان کتابی صورت میں شائع کر دی گئیں جو انڈیا آفس لائبریری میں آج تک موجود ہے۔ اسکا ایک الگ اقتباس ملاحظہ فرمایئے:۔

"ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت اپنے پیروں یعنی روحانی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلے پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کیلئے تیار ہو کہ اپنے لئے "ظلی نبی (Apostolic Prophet)" ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اسکے گرد جمع ہو جائیگی لیکن اس مقصد کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی غداروں ہی کی مدد سے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا۔ ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔"

یہ ان دنوں کی بات ہے جب قادیان کا متنبی مرزا غلام احمد سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر مسٹر پارکسن کے دفتر میں بطور اہلمد ملازمت کر رہا تھا۔ افسر موصوف عالمی صیہونی تحریک کے معتمد مگر خفیہ معاون اراکین (Sleeping Partners) میں شامل تھے انہوں نے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات دیکھ بھال کر اخذ کر لیا تھا کہ کام کا بندہ یہی ہے۔ انہوں نے برطانیہ کے ایک سیکرٹ ایجنٹ سیالکوٹ مشن کے انچارج پادری ریورنڈ بٹلر ایم اے سے مرزا کا مکمل تعارف کرایا۔ کئی ایک خفی و جلی ملاقاتوں کے بعد ڈی سی صاحب کی "معاونت و شفقت خسروانہ" سے تمام معاملات طے پا گئے۔ منصوبے کی تکمیل پر بٹلر کی خوشی بیکراں تھی یہ دل خوش کن خبر لیکر برطانیہ جانے سے پہلے وہ ڈی سی آفس میں مرزا کو ملنے گئے۔ افسر اعلیٰ نے بظاہر بے اعتنائی سے پوچھا کیسے آنا ہوا کوئی کام ہو تو فرمایئے۔ مگر کام تو ہو چکا تھا چنانچہ بٹلر نے کہا صرف آپکے منشی سے ملنے آیا تھا۔ ملاقات ہوئی، راز و نیاز ہوئے اور پادری صاحب برطانیہ چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی 1868ء میں بغیر کوئی معقول وجہ بتائے مرزا نے ملازمت چھوڑ کر قادیان میں آ رہن بسیرا کیا اور تصنیف و تالیف کے کام میں لگ گیا۔ عیسائی پادریوں اور آریا سماجیوں سے مناظرانہ چشمک تو صرف دکھاوے کی تھی کہ مسلمانوں کی ہمدردیاں جیتی جائیں تاکہ اصل ہدف تک پہنچنا سہل ہو سکے۔ یہ سب تعارفی کاروائیاں تھیں جن میں برطانوی محکمہ جاسوسی کے مقرر کردہ پادریوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بالآخر وہ مرزا کے دعوائے ظلی نبوت پر منتج ہوئیں۔ یہ قادیانیت، احمدیت یا مرزائیت کا نقطہ آغاز تھا جس نے چومتے ہی اسلام کا گال کاٹ لیا۔ اس شجر خبیثہ کے منحوس برگ و بار شروع سے اُمتِ مسلمہ کو یرغمال بنانے کی نامشکور سعی میں مصروف ہیں۔ یہ استحصالی گروہ کس طرح مسلمانوں کو شکار کرتا ہے بڑی عجیب داستان ہے۔ مرحوم قدرت اللہ شہاب کے اشہب قلم کی تیز رفتار زقندیں اس بہیمیت اور بلیک میلنگ کا کچھ کچھا فشردہ و عشارہ کرتی ہیں، لکھتے ہیں:۔

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی (مرزا بشیر الدین محمود) بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی مرزا بشیر الدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ انکی صدارت میں کمیٹی قائم کر کے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے انکے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس

شر انگیز پراپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی۔ کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر شوپیاں میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد قادیانی بن گئی۔ پونچھ شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانی ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہو گئی۔"

احمدیت کا یہ رخ جفا آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ظلم و جور کا یہ بھی ایک انداز بے پناہ ہے۔ معصوم مسلمانوں کی بلیک میلنگ کا یہ مکروہ بیوپار تا ایں دم جاری ہے۔ عزیزانِ چمن کو سات سمندر پار دیار مغرب بھیجنے کیلئے انکا جال ہر وقت تیار ملتا ہے۔ ادھر مرزائیت کا سرٹیفکیٹ ملا اُدھر یورپ جانے کے انتظامات مکمل ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک زبردست حقیقت ہے کہ مادیت پرستی کے رجحان نے ہماری معاشرتی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ مسلم سرمایہ داروں کا اس معاملے میں مسلسل اغماض بھی اس دھندے کی بڑھوتی کا بڑا سبب بنا۔ مرزائی تحریک کے خمیر میں یہ بات شامل تھی کہ لوگوں میں تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کے جذبات پیدا کر کے انہیں استعمار کا تابع مہمل بنا دیا جائے۔ صرف یہی طریقہ ہے جس سے مرزا کی خانہ ساز نبوت کو پھلنے پھولنے کا موقع مل سکتا تھا چنانچہ اس نے ملکہ وکٹوریہ کے نام خط میں بالوضاحت بیان کیا کہ "احمدیت آپکا خود کاشتہ پودا ہے جس کی آبیاری آپکا فرض ہے" اسکے ساتھ ساتھ اپنے مخالفین کو ایسی گالیاں بکی ہیں کہ شرافت منہ چھپائے پھرتی ہے مثلاً

1۔ میری سب کتابوں کو مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں انکے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 547-48)

2۔ جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسکو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔

(انوار الاسلام صفحہ 3 اور روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 31)

3۔ بلاشک ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور انکی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔

(نجم الہدیٰ صفحہ 53، روحانی خزائن جلد نمبر 14)

4۔ تذکرہ مجموعہ الہامات میں لکھا "خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔

5۔ نزول المسیح میں وارد ہے "جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔"

6۔ کلمۃ الفصل صفحہ 20 از مرزا بشیر احمد میں ہے "ہر ایک شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہمسری، تضحیک، حضور ختمی مرتبت سرور کائنات ﷺ کی شدید توہین اور آپکے منصب ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی جرات ایسے جرائم ہیں جنکی دنیا و آخرت میں قطعاً معافی نہیں۔ ہر صاحب ایمان شخص کیلئے برطانوی استعمار کے اس فرزند ناہموار کی سارقانہ جسارت انتہائی ناقابل برداشت ہے۔ ذرا دیکھئے تو نبوت و رسالت کے شخص اعظم جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کی کیفیات مبارکہ کس نہج پر تھیں۔ تاریخ و سیرت کی تمام کتب شاہد عادل ہیں کہ آپ ﷺ مطلع نور دین و ایمان، مخزنِ فضلِ یزداں، معدنِ لطف و جود و احساں ہیں۔ وہ بے شک رحمتِ کبریا، سرور انبیا، رہبر اصفیا ہیں۔ وہ ہادی انس و جاں، مونسِ بیکساں اور سب کے آرامِ جاں ہیں۔ وہ وجہ لطف و عطائے رب العلا ہیں، وہ جان لطف و عطا ہیں، وہ حسنِ ارض و سما ہیں، وہ شاہ ہر دو سرا ہیں، وہ عطائے رب جلیل دعائے خلیل اور غمزدوں کے وکیل ہیں۔ انکی نگاہ لطف میں وسعتیں ہیں، انکے دامانِ التفات میں رحمتیں ہیں، انکے تذکار مقدس میں اللہ کی عطا کردہ رفعتیں ہیں، انکی تشریف آوری سے صرصر کفر پر درماندگی اور ظلمت و جور پر مردنی چھا گئی، شرف انسانیت کو صباحت ملی، روح انسانیت کو قرار ملا، روئے انسانیت پر نکھار آیا، زرد چہروں پر رونقیں آ گئیں، اسرار عرفاں نمایاں ہوئے، خلق نکہت و نور سے مدہوش ہو کر رحمت کبریا کی سزاوار ٹھہری، انہی کے دم سے زمان و مکاں کی رونقیں ہیں، وہ ختم عالی مقام ہیں، وہ ختم المرسلین ہیں، وہ سید الاولین والآخرین ہیں،

سیدالاولین والآخرین ہیں، حسنِ کلام ان پر ختم ہے، لاریب اخلاق و کردار کا اسوہ حسنہ انہی کا وجود گرامی ہے، کوئی اور ہرگز ہرگز نہیں۔ بقول شورش کاشمیریؒ

اک شخص سراپا رحمت ہے اک شخص ہے یکسر نور خدا
ہم عرش و فرش کو چھان چکے لیکن اس جیسا نہ ملا
اُس ذات پہ رحمت ختم ہوئی اُس ذات پہ حجت ختم ہوئی
یعنی کہ نبوت ختم ہوئی پھر کوئی نہ اسکے بعد آیا
اونٹوں کے چرانے والوں نے اس شخص کی صحبت میں رہ کر
قیصر کے تخت کو روندا کسریٰ کا گریباں چاک کیا

مگر صد حیف مقابلے پہ آیا بھی تو کون؟ وہ مرزا قادیانی جسکی کوئی کل سیدھی نہیں، جو ہیضہ و طاعون کی بیماری لیکر آیا اور خود بھی اسی کی نذر ہو گیا۔ وہ روسیاہ جسکی تعلیمات میں کفار کی زنجیر غلامی ہے، وہ بدنہاد جس کے منہ سے تعفن پھوٹتا ہے، وہ کج رو جو دختِ رز کا شغال بد ہے، وہ اسفل جو اپنے مخالفین کو گندی گالیاں بکتا ہے، وہ دنی سیرت جو لوگوں کی بہو بیٹیوں کی عزت پامال کرتا ہے، وہ غلط بچیاں جو یہود و نصاریٰ کے ایما پر تاج ختم نبوت پر حملہ آور ہوا۔ وہ ارذل الناس جو اسلام کی کشتی میں سوار ہو کر اسی میں چھید ڈالتا رہا، وہ ملعون دجال صفت جو پٹوار کے امتحان میں فیل ہو کر عصمت نبوت پر غصہ نکالتا رہا، وہ دسیسہ کار نبی و رسول ہونے کا مدعی ہے، جس بوزنے کی لذاتِ ادرک سے آشنائی ہی نہیں۔ وہ دھوپ چھاؤں کی اولاد جو ملکہ وکٹوریہ کا روحانی و سیاسی عاشق تھا مگر اپنے کفر و ارتداد کی سزا کے طور پر بیت الخلا میں گر کر مردار ہوا، وہ کم سواد دامانِ رسول کی ہمسری کا علمبردار ہے العیاذ باللہ۔ وہ تو اس ضرب المثل کا صحیح مترادف ہے کہ "چمار کی چھوکری چندن نام" (گھٹیا منہ سے گھٹیا، بے جوڑ اور ناموزوں بات ہی نکلتی ہے) خدا محفوظ رکھے اس بلا سے۔

زیرِ نظر تالیف مکرمی حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ کی محنت شاقہ کا ثمرہ ہے۔ انہوں نے دجالِ قادیاں کی غلاظت مآب تصنیفات کی عمیق چھان پھٹک کر کے اسکے کذبات و افتراء ٹھوس اور ناقابل تردید حوالہ جات کے ساتھ جمع کر دیئے ہیں تاکہ امتِ مسلمہ کے بیرو جواں اس ناسور سے بھرپور وقوف حاصل کر سکیں۔ قبل ازیں بھی کئی لوگوں نے اس موضوع پر مفید طبع آزمائی کی ہے مگر میرے ممدوح کے قلم کی خاراشگافیاں اپنی مثال آپ ہیں جنہیں انہوں نے سرور سروراں حضور ختمی مرتبت ﷺ کے منصب ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ انکی موجودہ کاوش بھی اسی مسعود سلسلے کی کڑی ہے۔ انیسویں صدی کے نصف آخر میں جنم لیکر بیسویں صدی کے اوائل تک اس ناسور نے اپنی جڑیں پھیلانے اور مستحکم کرنے کیلئے کیا کیا قلابازیاں کھائیں، مکر و ریا کے کونسے دام ہائے ہمرنگِ زمیں بچھا کر بھلے چنگے مسلمانوں کو ارتداد کی رزیل گھاٹیوں میں گرانے کی ناسعید سعی کی، کیسی اوٹ پٹانگ پیش گوئیاں کیں، کیسے کیسے تراشیدہ و افرنگ الہامات کی تشہیر کر کے لوگوں میں گمراہی پھیلانا چاہی نیز تاج برطانیہ نے اپنے خود کاشتہ پودے کی آبیاری کیلئے کن کن دسیسہ کاریوں اور استبدادی حیلہ سازیوں کا سہارا لیا، یہ ایک طویل و تاریک داستان ہے۔ حکیم صاحب محترم نے مرزا قادیانی کے خود رقم کردہ جھوٹ اکٹھے کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے تاکہ ہر ذی شعور کو باور کرایا جا سکے کہ کوئی دروغ گو شرف رسالت و نبوت کا سزاوار ہو سکتا ہے نہ مہدی و مجدد کا۔ مجھے بارگاہ ربوبیت پناہ سے یقین واثق ہے کہ انکی یہ تالیف قصر مرزائیت پر گرز البرز شکن کا کام کرے گی۔ انشاء اللہ

گدائے درِ رسول آخریں

سید یونس الحسنی

پیش لفظ

انیسویں صدی عیسوی اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی اور پورے ہندوستان پر انگریزی سامراج کا پرچم یونین جیک لہرا رہا تھا۔ ہر شخص انگریزوں کے ظلم وستم کی چکی میں پس رہا تھا۔ ایک عجیب کربناک کیفیت نے پورے ہندوستان کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے ناکام ہونے کے بعد انگریز اس ہندوستان کو اسپین بنانا چاہتا تھا جہاں عیسائیت کے سوا اور کوئی مذہب نہ ہو۔ چنانچہ لارڈ کیننگ (Lord Canning) نے اس بارہ میں اعلان بھی کر دیا۔ عیسائی پادریوں کی ایک پوری کھیپ باہر سے درآمد کی گئی۔ ہر سرکاری افسر کے لیے یہ حکم تھا کہ سرکاری او غیر سرکاری اجتماع میں پادری کو تبلیغ عیسائیت کے لیے ضرور بلایا جائے۔ پادری فنڈر کی مولانا رحمت اللہ کیرانوئ کے ہاتھوں شکست کی وجہ سے انگریز زخمی سانپ کی طرح پیچ وتاب کھا رہا تھا۔ غرض یہ کہ حاکم ومحکوم راعی اور رعایا دونوں کی ایک عجیب کیفیت تھی، خصوصی طور پر مسلمان ایک عجیب مخمصے میں مبتلا تھے کیونکہ انگریزی حکومت اوراس کے پالتو پادری اسلام اور پیغمبر اسلام کو اپنی تنقید کا ہدف بنا رہے تھے۔ مسلمان علماء میں سے کچھ تو مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور کچھ گوشہ خمولت میں زندگی گذارنے لگے اور جو میدان میں تھے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ انارکی کے اس دور میں کیا کیا جائے لیکن پھر بھی وہ اپنی بساط کے مطابق خدمت دین میں مصروف تھے۔ اس میں کوئی شک اور اختلاف نہیں ہے کہ مسلمان عوام کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو اس بحرانی دور میں ان کی راہ نمائی کرے اور مختلف مذاہب خصوصی طور پر عیسائی پادریوں کے ان اعتراضات کا جوابات دے جو وہ اسلام اور پیغمبر اسلام پر کر رہے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ سے کچہری کی ملازمت چھوڑ کر جب واپس قادیان آیا تو اس نے مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ لینا شروع کیا۔ عیسائیت اور دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیا۔ چونکہ سیالکوٹ میں 15 روپے ماہوار کی ملازمت سے وہ نہایت پراگندہ حال اور یاس وقنوط کی حالت میں تھا اور باپ کی نومیدگی کے بعد گھر میں بھی بھوک رقص کر رہی تھی۔ جب تک باپ زندہ رہا گھر پر مرزا صاحب کا صرف ایک ہی کام تھا اور وہ تھا مختلف کتابوں کا مطالعہ۔ چنانچہ خود لکھا:

''ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے ...... مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں مصروف ہوتا تھا۔ اور بسا اوقات حضرۃ والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا''۔

(کتاب البریہ صفحہ 163, 169' روحانی خزائن جلد 13 ص 181' 187)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد نے بھی لکھا ہے کہ

''والد صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے تھے اور اردگرد کتابوں کا ایک ڈھیر لگا رہتا تھا''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص 199)

مرزا بشیر احمد نے ایک اور روایت جھنڈا سنگھ سے لی ہے کہ ایک مرتبہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا کہ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ 1 ص 36)

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ مرزا صاحب اگرچہ اپنے کو رئیس قادیان لکھتے ہیں لیکن یہ ایسے ہی رئیس تھے جیسے کوئی زمیندار بغیر زمین کے ہو اور اپنے کو زمیندار لکھے۔ گھر میں بھوک ناچ رہی تھی۔ چنانچہ خود لکھا کہ ''تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے اجداد کی ریاست اور ملک داری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آ کر بالکل ختم ہو گیا''۔

(کتاب البریہ حاشیہ ص 161) بقول مرزا صاحب والد نے مقدمات کی پیروی میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا جس کا انجام آخر ناکامی ہوا۔ چنانچہ باپ نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کر رہا تھا''۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص 169)۔ اسی فکر و غم اور قلاشی و ناداری کے ہاتھوں مجبور ہو کر باپ اس دنیا سے انتقال کر گیا۔ اس وقت مرزا غلام احمد کی عمر 34-35 سال تھی۔

باپ کی اس مفلسانہ اور قلاشی کی زندگی نے مرزا صاحب پر بڑا اثر کیا اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اب مالدار آدمی بننا ہے۔ نوکری میں تو صرف پندرہ روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی جو آٹھ آنے یومیہ بنتی تھی۔ اب انہوں نے اپنی ان دینی کتابوں کے مطالعہ سے روپیہ کمانے کی سعی پیہم کی اور اس میں وہ کامیاب ہو گئے۔ ویسے بھی مرزا صاحب کے خاندان کو بڑا بننے کا ابتدا ہی سے بڑا شوق تھا۔ اسی بڑا بننے ہی کے شوق میں باپ اور بھائی اور باپ کے چچازاد بھائی نے اپنی قوم سے غداری کر کے انگریزوں اور سکھوں کی مدد کی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص 41' ص 131)۔ یہی بڑا بننے کا جذبہ تھا جس کی وجہ سے مرزا صاحب کا چچازاد بھائی اور سمدھی (یعنی مرزا صاحب کے لڑکے سلطان احمد کا سسر) چوہڑوں کا پیر بن گیا۔ (سیرۃ المہدی حصہ 1 ص 32)

مطالعہ کے دوران مرزا صاحب نے مختلف مذاہب پر کچھ نوٹ جمع کیے اور اعلان کیا کہ اس وقت غیر مذاہب کی جانب سے اسلام اور پیغمبر اسلام پر جو حملے ہو رہے ہیں' ان کا مدلل جواب اور اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل دیئے جائیں گے' مصنف کے پاس چونکہ طباعت کے لیے کوئی رقم نہیں' لہٰذا قیمت کتاب پیشگی ہوگی اور ایسی ضخیم کتاب کے مصارف ہزار ہا روپے ہو سکتے ہیں۔ (اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ دوم)

لوگ عیسائیوں' آریہ سماجیوں وغیرہ کے اسلام پر حملوں سے مضطرب تھے' پھر مرزا صاحب کے ان الفاظ نے لوگوں میں اعانت مالی کا ایک جوش پیدا کر دیا کہ

''واضح رہے کہ اب یہ کام صرف ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو محض خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک ایسے عالی ہمتوں کی توجہات کی حاجت ہے کہ جن کے دلوں میں ایمانی غیور کے باعث حقیقی اور واقعی جوش ہے اور جن کا بے بہا ایمان خرید و فروخت کے تنگ ظرف

میں سمانہیں سکتا بلکہ اپنے مالوں کے عوض میں بہشت جاودان خریدنا چاہتے ہیں''۔

(اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ سوم ابتداء)

مختصر یہ کہ لوگوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر مرزا صاحب کی کتاب کی طباعت کے لیے مالی مدد کی۔ کئی لوگوں نے پانچ ہزار کئی لوگوں نے پانچ سو تک رقم یکمشت دی۔ چنانچہ کئی ہزار روپیہ اکٹھا ہوا۔ ہوسکتا ہے کہ لاکھوں میں ہو لیکن چونکہ مرزا صاحب نے کوئی حساب بتایا نہیں لہذا کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اس کتاب کے بارہ میں مرزا صاحب نے بعض علماء کو بھی علمی مدد حاصل کرنے کے لیے خطوط لکھے اور مولوی چراغ علی وغیرہ نے اس بارہ میں کچھ علمی مواد بھی مرزا صاحب کو فراہم کیا۔ مرزا بشیر احمد کے بیان کے مطابق ''گو براہین احمدیہ کی تالیف اور اس کے متعلق مواد جمع کرنے کا کام پہلے سے ہو رہا تھا' مگر براہین احمدیہ کی اصل تصنیف اور اس کی اشاعت کی تجویز 1879ء سے شروع ہوئی اور آخری حصہ چہارم 1884ء میں شائع ہوا۔ (سیرۃ المہدی حصہ 1 ص 86) کتاب کا نام رکھا گیا ''البراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ القرآن والنبوۃ المحمدیہ''۔ لیکن یہ عام طور پر اپنے مختصر نام ''براہین احمدیہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

کتاب کی تالیف نے لوگوں کو ہر لحاظ سے مایوس کیا۔ کتاب کا اصل متن تو بہت کم تھا لیکن حاشیہ اور حاشیہ در حاشیہ اس سے کئی گناہ زیادہ۔ یہ چار حصے چھپ گئے حصہ پنجم کے چھپنے میں تیس سال تک التوا رہا۔ لیکن اس التواء کی توجیہ جو مرزا صاحب نے بیان کی وہ بھی عجیب و غریب ہے۔ لکھا

''بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھپنے میں تیس برس تک التوا رہا۔ یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں حکمت یہ تھی کہ اس وقت تک پنجم حصہ دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیشگوئیاں ہیں''۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 6)

اعلان کیا گیا تھا کہ کتاب براہین احمدیہ پچاس حصوں پر مشتمل ہوگی' لیکن چار حصوں کے بعد مکمل خاموشی نے لوگوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات کو جنم دیا۔ اور لوگوں نے قیمت واپس لینے کے خطوط لکھے۔ آخر تیس سال کے طویل عرصہ کے بعد مرزا صاحب نے اس کا پانچواں حصہ طبع کیا تو اس کے دیباچہ میں لکھا۔

''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا' مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے' اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا''۔ (دیباچہ براہین احمد حصہ پنجم ص 7)

براہین احمدیہ سے جہاں مرزا صاحب کا نام ہندوستان میں مشہور ہوا وہاں انہیں مالی طور پر بھی بہت فائدہ ہوا۔ لہذا اب اپنی کتابوں کی خرید و فروخت کے لیے اشتہار جاری کرنا ان کا روزمرہ کا معمول بن گیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد جب ان کی کتاب ازالہ اوہام طبع ہوئی تو انہوں نے پھر ایک اشتہار شائع کیا۔

''چونکہ طبع کتاب ازالہ اوہام میں معمول سے زیادہ مصارف ہو گئے ہیں اور مالک مطبع اور کاتب کا حساب بے باق کرنے کے لیے روپیہ کی ضرورت ہے' لہذا بخدمت جمیع مخلص دوستوں سے التماس ہے کہ حتی الوسع اس کتاب کی خریداری سے بہت جلد مدد دیں۔ جو صاحب چند نسخے خرید سکتے ہیں وہ بجائے ایک اس قدر نسخے خرید لیں جس قدر ان کو خریدنے کی خداداد مقدرت حاصل ہے اور جگہ اخویم مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب معالج ریاست جموں کی نئی امداد جو انہوں نے کئی نوٹ اس وقت بھیجے قابل اظہار ہے خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے''۔

(اشتہار مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت جلد 2 ص 73)

اسی قسم کے اشتہار فتح اسلام اور توضیح مرام کتابوں کے بھی دیئے۔ گویا اب مرزا صاحب مکمل کتب فروش ہو گئے اور کتابیں فروخت کر کے روپیہ بٹورنے لگے۔ یہ پہلا چسکا تھا مرزا غلام احمد کو مال کمانے کا پڑا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی اور مذہبی زندگی کے تین نمایاں دور نظر آتے ہیں۔

پہلا دور وہ امت محمدی کے مبلغ کی حیثیت سے 1880ء سے شروع کرتے ہیں جب کہ براہین احمدیہ کے سلسلہ میں وہ اپنی دینی خدمت گذاری کا اعلان کرتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اس طرح مزید ترقی کرتے کرتے مسیح موعود کا باضابطہ اعلان کرتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اس طرح مزید ترقی کرتے کرتے دس سال بعد 1901ء میں وہ باقاعدہ نبی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے ہیں اور یہاں اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ ہی میں اپنے مختلف الہامات شائع کر کے اپنی نبوت کی بنیاد رکھ لی تھی۔

تصنیف وتالیف کے اس سلسلہ کے ساتھ ہی چلہ کشی کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص 58)

انگریزوں کو پہلے ہی سے ایک ایسے شخص کی تلاش تھی۔ چنانچہ انہوں نے بھی مرزا صاحب کے ساتھ تعلقات استوار کیے اور اس کے اس منصوبہ کی ہر طریق سے آبیاری کی۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ پودا انگریز نے خود اپنے ہاتھوں سے لگایا اور آج تک اس کی پرورش کر رہے ہیں۔

اب مرزا صاحب کی زندگی میں مالی طور پر ایک انقلاب آ گیا۔ انگریزوں کے تعاون سے کارکنان اور کاسہ لیسان حکومت اس جماعت میں شامل ہونے شروع ہو گئے۔ جو شخص بھی اس جماعت میں داخل ہوتا اس پر مراحم خسروانہ کی بارش شروع ہو جاتی۔ اور مرزا صاحب کو انکم ٹیکس معاف کرانے کی فکر دامن گیر ہوئی۔

ہوا یہ کہ 1898ء میں محکمہ انکم ٹیکس کو پتہ چلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی آمدن انکم ٹیکس کے قابل ہو گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے مرزا صاحب کو نوٹس بھیجا۔ مرزا صاحب پریشان ہو گئے۔ انہوں نے مسٹر ڈیکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے ہاں عذرداری داخل کر دی۔ انہوں نے منشی تاج الدین تحصیلدار پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور کو انکوائری کے لیے بھیجا۔ مرزا صاحب کو تحصیلدار کے سامنے بیان حلفی داخل کرنا پڑا جس کو اپنی کتاب میں بقلم خود نقل کیا ہے۔

1۔ اس فرقہ (فرقہ قادیانیہ) میں حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸ آدمی ہیں۔ (یہ رپورٹ 1898ء کی ہے جب کہ اس سے قبل مرزا صاحب اپنے ہاتھوں سے اپنی کتاب میں اپنے جان نثار مریدین کی تعداد آٹھ ہزار سے زیادہ بتا چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم ص 26' روحانی خزائن جلد 11 ص 31) اب ان دونوں میں ایک تو غلط ہے۔ اور یہ دونوں باتیں مدعی نبوت کے اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیان حلفی والی تعداد غلط ہے کیونکہ یہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے لکھی تھی۔ (ضرورۃ الامام ص 42-43)

2۔ دوسرے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری زمین و باغ کی آمدنی ہے۔ تعلقہ داری کی سالانہ آمدنی تخمیناً 82 روپے 10 آنے، زمین کی تخمیناً 300 روپے سالانہ، باغ کی آمدنی 200 روپے' 400 روپے اور حد 5 سو روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے

علاوہ اس کو کسی قسم کی آمدنی نہیں۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تخمیناً پانچ ہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا۔ ورنہ اوسط سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپے کے ہوتی ہے اور وہ پانچ مدوں میں خرچ ہوتی ہے۔ (1) مہمان خانہ' (2) مسافر خانہ' یتیم بیوہ' (3) مدرسہ' (4) سالانہ و دیگر جلسہ جات' (5) خط و کتابت مذہبی' اور اس کی ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ (ملاحظہ ہو ضرورۃ الامام ص 45' روحانی خزائن جلد 13 ص 516)

یہاں بھی یہ بات ذہن میں رہے کہ اس سے دو سال قبل یعنی 1896ء میں مرزا صاحب لکھ چکے ہیں کہ مندرجہ بالا پانچ مدات میں سے صرف لنگر خانہ کا خرچہ کم از کم چھ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ دیگر مدات اس کے علاوہ ہیں۔ یہ بھی لکھا کہ مباہلہ کے روز سے آج تک 15 ہزار روپے کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جو اس سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا۔ جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم سے لے لے۔ اور رجوع خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستر روپے ماہوار کا خرچہ ہوتا' اب اوسط خرچہ کبھی پانچ سو اور کبھی چھ سو ماہوار تک ہوتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص 2' روحانی خزائن جلد 11 ص 312)

اب ان دونوں آمدنیوں کا موازنہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے مرزا صاحب نے کتنا غلط اور جھوٹا بیان حلفی دیا؟

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے ٹیکس سے بچنے کے لیے ایک فراڈ اور کیا کہ 27 جون 1898ء کو ایک رجسٹری کے ذریعہ اپنی تمام زمین اپنی دوسری بیوی نصرۃ جہان کے پاس رہن (گروی) رکھ کر چار ہزار روپے کا زیور اور ایک ہزار نقد وصول پا لیا اور میعاد رہن تیس سال رکھی۔ اور صاف الفاظ میں لکھا کہ اب تمام آمدنی میری زوجہ ثانیہ (نصرت جہاں) کی ہو گی۔ چنانچہ تحصیل دار نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ "مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ کے پاس گروی رکھ کر اس سے چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار نقد وصول پایا ہے۔ تو جس شخص کی عورت اس قدر روپیہ دے سکتی ہو اس کی نسبت گمان گذرتا ہے کہ وہ مالدار ہو گا"۔ (ضرورۃ الامام ص 46' روحانی خزائن جلد 13 ص 517)

ملاحظہ فرمایئے کہ انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے مرزا صاحب نے جھوٹا بیان حلفی پیش کر کے اپنے کو کس قدر قلیل آمدنی والا ثابت کیا۔ اور پھر پہلی زوجہ مطلقہ (والدہ فضل احمد) کے حق

مہر سے بچنے کے لیے اپنی تمام جائیداد زوجہ ثانیہ نصرۃ جہان کے نام فرضی رہن رکھی گئی۔ اور لکھ کر دیا کہ مریدوں کی آمدن ان کے ذاتی اخراجات میں صرف نہیں ہوتی۔ لیکن کثیر العیال والا ولاد ہونے کے ساتھ رئیسانہ اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی گذارنا' کئی کئی ملازم ملازمہ' نوکر چاکر رکھنا' سلس البول اور دیگر بیماریوں میں دائمی طور پر مبتلا ہونا' یہ سب اخراجات اور مصارف کہاں سے پورے ہوتے تھے؟ کوئی قادیانی سینہ پر ہاتھ رکھ کر اس سوال کا جواب دے سکتا ہے؟

مرزا صاحب نے مرزا بشیر الدین کی والدہ نصرۃ جہان سے 55 سال کی عمر میں شادی کی تھی۔ اس وقت نصرۃ جہاں کی عمر 18 سال تھی۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں بالکل نامرد تھا۔ چنانچہ کئی لوگوں نے ان کو اس شادی سے منع بھی کیا جن میں ایک مولانا محمد حسین بٹالوی بھی تھے' لیکن مرزا صاحب نے پھر بھی شادی کر لی۔ اب انہیں مشک وعنبر سے تیار کردہ یاقوتیوں اور لبوب کی ضرورت تھی۔ چنانچہ وہ آئے روز لاہور سے مشک وعنبر جو کہ اس زمانہ میں بھی نہایت قیمتی مفردات شمار ہوتے تھے' منگواتے رہتے تھے۔ مرزا صاحب کے ایک مرید نے ایک چھوٹا سا رسالہ ''خطوط امام بنام غلام،، کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ ان خطوط کو پڑھئے دو دو تولے کستوری انہوں نے منگوائی ہے۔ مفرح عنبری جو کہ ایک گراں قیمت مرکب ہے وہ بھی اکثر استعمال کرتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے لیے 26 روپے کا خیمہ منگوایا کیونکہ وحی الٰہی کی بنا پر رہائشی مکان خطرناک ہو گیا تھا۔ ان سب چیزوں کو ذہن میں رکھ کر ایک تو ان کے انکم ٹیکس والے بیان حلفی کو ملاحظہ فرمائیں اور دوسرے یہ دیکھیں کہ سیالکوٹ کچہری میں 15 روپے ماہوار پر چار سال کام کرنے والا مرزا غلام احمد اپنی تصنیف وتالیف اور نبوت اور مسیحیت کے کاروبار میں اب کس قدر امیر ہو گیا تھا۔ لوگوں کو سادگی کا سبق دیا جاتا جب کہ خود اپنے گھر کے اندر عیش وعشرت اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی۔ اسی پر خواجہ کمال الدین اکثر معترض رہتے تھے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب ''قادیانیت'')

خلاصہ یہ کہ نبوت کا یہ تدریجی دعویٰ مرزا صاحب نے صرف اور صرف دنیا کی دولت اکٹھی کرنے کے لیے کیا تھا' ورنہ وہ خود بھی سمجھتے تھے کہ نہ وہ مجدد ہیں' نہ محدث اور نہ مسیح و رسول۔ اس طریقہ سے انہوں نے خوب دولت اکٹھی کی، یہاں تک کہ آپ کے بعد آپ کے ایک لڑکے نے 1920ء میں ڈیڑھ لاکھ روپے کی جائیداد بروئے بیعنامہ مورخہ 21

جون 1920ء رجسٹری شدہ 5 جولائی 1920ء از مرزا اکرم بیگ ولد مرزا افضل بیگ و خاتون سردار بیگم بیوہ مرزا افضل بیگ ساکنان قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے خرید کی۔ خود مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص 211 پر لکھا کہ مجھے اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے۔ اور سالہا سال سے ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے۔ یہ تین لاکھ آج کل کے تیس کروڑ کے برابر ہے۔ کیونکہ جب مرزا صاحب کی تعلقہ داری کی سالانہ آمدنی صرف 82 روپے ہوتی ہے اور ان کے وسیع وعریض مکان کا کرایہ دو روپے ماہوار ہے تو اس سے اس تین لاکھ روپے کی آج کل کی قیمت کا اندازہ لگالیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ حقیقۃ الوحی کے ص 611 پر تو لکھ دیا کہ ''مجھے اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے'' لیکن چند صفحات پہلے یعنی صفحہ 242 پر لکھ دیا کہ ''اس وقت سے آج تک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا۔ اور اس قدر ہر ایک طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کیے جاتے تو کئی کوٹھے ان سے بھر جاتے''۔ اسی کتاب کے صفحہ 240 پر کہ ''اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے''۔

کس کا یقین کیجئے اور کس کا یقین نہ کیجئے
لائے ہیں بزم یار سے دونوں خبر الگ الگ

غرض یہ سارا ڈھونگ کسب مال کے لیے تھا وہ وقتی طور پر انہیں حاصل ہو گیا اور آج مرزا طاہر لندن میں بیٹھ کر اپنی امت کی دولت پر عیاشی کر رہا ہے۔ انبیاء اس قسم کے نہیں ہوتے جیسے مرزا صاحب تھے۔ وہ عورتوں سے ٹانگیں نہیں دبواتے اور نہ ہی وہ اپنی اولاد کو اپنی دولت کا وارث بناتے ہیں۔ نہ ہی ان کی پیشگوئیاں غلط ہوتی ہیں' نہ ہی انہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہوتا ہے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک عمل پوری امت کے لیے واجب الاتباع ہوتا ہے۔ ان کی قبل از نبوۃ زندگی اور بعد از نبوۃ زندگی گناہوں سے معصوم ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی شرک کا ارتکاب نہیں کیا ہوتا۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ خود شرک عظیم میں مبتلا رہے ہوں اور پھر اسی شرک عظیم سے لوگوں کو منع کریں جیسا کہ مرزا صاحب خود تو ساری زندگی حیات مسیح اور نزول مسیح کے عقیدے کا دم بھرتے رہے' یہاں تک کہ ملہم اور مجدد بلکہ رسول کا لقب پانے کے بعد بھی بارہ سال تک اس عقیدے پر قائم رہے اور اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس کو قرآنی آیات سے ثابت بھی کیا لیکن پھر بارہ سال کے بعد اس عقیدہ کو شرک عظیم

اور سب سے بڑی گمراہی قرار دیا۔ چنانچہ ان کا بیٹا اور خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین لکھتا ہے کہ ''حضرۃ اقدس نے پہلے خود مسیح کے آسمان سے آنے کا عقیدہ ظاہر فرمایا اور بعد کی تحریروں میں لکھا کہ یہ ایک شرک ہے''۔ (حقیقۃ النبوۃ ص 53) اور خود مرزا صاحب نے الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں بھی اس کو ''شرک عظیم'' لکھا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22 ص 660' 670)

قادیانیوں کی مت ماری گئی ہے جو انہوں نے ایسے آدمی کو مسیح اور نبی بنا لیا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ''قادیانیت'' جس میں تفصیل کے ساتھ مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے)۔

خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا یہ فرقہ صرف اور صرف لوگوں سے مال بٹور کر امیر بننے کے لیے بنایا تھا' ورنہ اسلام سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ سارا معاملہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انگریزوں کے درمیان تھا۔ انگریزوں کا مرزا صاحب سے اپنا مقصد تھا اور مرزا صاحب کا اپنا مقصد یعنی مال بنانا۔ انگریز اپنے مقصد میں کامیاب وکامران ہو گیا اور مرزا صاحب اپنے مقصد میں۔

اس کتاب میں ہم نے مرزا صاحب کے ایک سو ایک جھوٹ اکٹھے کیے ہیں جو انہوں نے مختلف مواقع پر دولت دنیائے دوں اکٹھی کرنے کے لیے بولے اور پھر اپنی کتابوں میں لکھ دیے۔

اس کتاب میں ہر بات ہم نے باحوالہ اور دلیل سے پیش کی ہے لہذا امید ہے کہ اگر قادیانی حضرات تعصب سے بالاتر ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو ان پر قادیانیت کی حقیقت بالکل واضح ہو جائے گی اور پھر وہ ایک لحہ بھی حلقہ قادیانیت میں رہنے کو پسند نہیں کریں گے۔ ہاں' جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے ان کے بارہ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

حکیم محمود احمد ظفر۔ سیالکوٹ

حال وارد فرانکفرٹ جرمنی

۱۸ اگست ۱۹۹۶ء

کذبات مرزا

مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں اس قدر کذب بیانی کی اور جھوٹ بولا ہے کہ اگر ان کو اکٹھا کیا جائے تو ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ جھوٹ بولنا اگرچہ کفر نہیں ہے لیکن اگر ایک مدعی نبوت جھوٹ بولے تو یہ کفر سے کم بھی نہیں۔ ویسے قرآن حکیم میں ہے کہ

فمن اظلم ممن افتریٰ علیٰ اللہ کذباً اوقال اوحی الی ولم یوحی الیہ شئی

یعنی جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ کچھ وحی نہیں کی گئی' اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے۔

مرزا صاحب کا اپنا بیان ہے کہ اس جگہ ظالم سے مراد کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

اسی وجہ سے قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے کہ

وکذالک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ فھولاء کلھم کفار مکذبون النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

ایسے ہی وہ شخص بھی کافر ہے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ میری طرف وحی نبوۃ ہوتی ہے اگرچہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ پس یہ سب کافر ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ (شفاء قاضی عیاض جلد ۲ ص ۲۷۱)

مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کے بارہ میں لکھا ہے کہ

۱۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۴ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۵٦' ۴۰۷)

۲۔ جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۰۶' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۲۱۵)

۳۔ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۲۸)

۴۔ وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی۔ (شحنہ حق جلد ۲ ص ۶۰' روحانی خزائن جلد ۲ ص ۳۸۶)

۵۔ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۲۳۱)

جھوٹ کے بارہ میں اتنا کچھ لکھنے کے باوجود بھی مرزا صاحب کی ذات خود ایک مجسم جھوٹ تھی کیونکہ انہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اوپر دی گئی آیت کے مطابق وہ کافر قرار پائے۔ علاوہ ازیں ایک عام انسان ہونے کی حیثیت سے بھی ان کا اس قدر جھوٹ بولنا ان کو نبی کیا ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں کرتا۔ وہ خود فتویٰ دیتے ہیں کہ جھوٹ بولنے والا گوہ کھاتا ہے۔ مرتد ہے۔ کنجر اور ولد الزنا ہے' لیکن اگر وہ خود جھوٹ بولیں تو ان پر یہ تمام فتوے لاگو نہیں ہوتے؟۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اتنے جھوٹے ثابت ہونے کے بعد بھی ان کے مریدین پھر بھی انہیں مسیح موعود اور مہدی معہود تصور کرتے ہیں۔ اب انہیں احمق نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے؟۔

مرزا صاحب کے چند جھوٹ

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے ویسے تو سینکڑوں جھوٹ اپنی کتابوں میں بولے ہیں لیکن ان میں سے چند ایک جھوٹ یہاں لکھے جاتے ہیں۔ کئی جھوٹ آپ کے اس قسم کے ہیں کہ ایک معاملہ میں دو باتیں کی ہیں اور دونوں آپس میں متضاد ہیں۔ ان میں ایک صحیح ہے اور دوسری غلط' کیونکہ دونوں تو کسی صورت صحیح نہیں ہوسکتیں۔ اور ایسا بھی ہے کہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں جیسے کہ کسی جگہ لکھا کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی قبر سرینگر' کشمیر میں ہے اور کہیں لکھا کہ ان کی قبر گلیل میں ہے' حالانکہ یہ دونوں باتیں ہی جھوٹ ہیں۔ اور کسی جگہ تو صریحاً جھوٹ سے کام لیا ہے۔ اور کہیں اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھا ہے جو کہ جھوٹ کے ساتھ افترا علی اللہ والرسول بھی ہے۔ اب وہ چند جھوٹ ملاحظہ فرمائیں جو مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بولے ہیں۔

(۱)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مرگئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۹' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۳۹۴)

یہ مرزا صاحب کا صریحاً جھوٹ ہے۔ مولوی غلام دستگیر نے اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے کہیں یہ نہیں لکھا' لیکن مرزا صاحب نے نہایت دیدہ دلیری سے ان کے ذمہ

اپنے جھوٹ سے یہ اتہام لگا دیا۔

(۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب کے سب ہلاک ہوئے۔ (اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء)

یہ بھی مرزا صاحب کا ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق کے سوا کسی سے مرزا صاحب نے مباہلہ نہیں کیا اور وہ زندہ رہے اور مرزا صاحب ان کی آنکھوں کے سامنے برسوں پہلے مر گئے۔ صوفی صاحب نے مرزا صاحب سے مباہلہ کے پندرہ ماہ بعد ۱۳۱۲ھ میں اس کے اثر کا اشتہار دیا جس کی عبارت یوں ہے: ''کیوں مرزا جی! مباہلہ کی لعنت اچھی طرح پڑ گئی یا کچھ کسر ہے؟ مگر مریدوں کی کذب پرستی کا یہ حال ہے کہ اپنے نبی کے اس غلط دعویٰ کو سچ مان کر اب تک یہی دعویٰ کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب سچے تھے''۔

(۳)

احادیث نبویہ میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔''

کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں آیا۔ یہ محض افتراء علی الرسول ہے۔ اور پھر وہ شخص جو پیدا ہوگا اور اپنے تئیں نبی و عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا وہ جھوٹا ہوگا؟ کیونکہ درحقیقت وہ ایسا نہ ہوگا بلکہ کہلائے گا۔

(۴)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہوں گے۔ (اعجاز احمدی ص ۱۳)

یہ بھی مرزا صاحب نے کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ کسی حدیث میں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ انہوں نے اپنی طرف سے حدیث گھڑ کر افتراء علی الرسول کا گناہ کیا ہے۔

(۵)

۱۹۰۲ میں مرزا صاحب نے اپنے رسالہ تحفۃ الندوہ میں لکھا: '' قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے

آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے۔ اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے۔ اور میرے لیے آسمانوں نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی۔ اور کوئی نبی نہیں جو میرے لیے گواہی نہیں دے چکا''۔ (تحفہ ولندوہ ص ۴)

مرزا صاحب کے یہ سارے دعوے محض غلط اور سفید جھوٹ ہیں۔ اگر اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ قرآن و حدیث نے مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہے تو ہم اس بات کو نہایت صحیح اور سچا سمجھیں گے۔ وگرنہ یہ مرزا صاحب کے صریح جھوٹ ہیں۔

(۶)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی''۔

(حقیقۃ الوحی ص ۴۵' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۴۸)

یہ بھی صریحاً جھوٹ ہے۔ نہ کہیں قرآن حکیم میں' نہ کسی صحیح حدیث میں اور نہ کسی پہلی کتاب میں اس طاعون کا ذکر ہے۔ کتنی دیدہ دلیری ہے کہ مدعی نبوت ہو کر اتنا سفید جھوٹ! قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ میں کہیں بھی طاعون کو مہدی یا نزول مسیح کی علامت نہیں کہا گیا۔ ویسے طاعون کا آنا کوئی نئی بات نہیں۔ یہ ہمیشہ آتی رہی ہے۔ ابھی چند سال ہوئے۔ ہندوستان میں آئی تھی اور اس کا تمام بیرونی ملکوں سے رشتہ منقطع ہو گیا تھا۔ یہ جب آتی ہے تو شہر کے شہر صاف ہو جاتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں طاعون آئی جو طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہے۔ تین دن میں ستر ہزار آدمی مرے۔

(ملاحظہ ہو بخاری جلد ۱ ص ۴۵۰' حاشیہ)

(۷)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''چونکہ حدیث صحیح میں آ چکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کے نام درج ہوں گے''۔ پھر ایک کتاب کے حوالے سے لکھا ہے اور وہ کتاب الاسرار ہے کہ مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے)

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۰' براہین احمدیہ جلد ۱ ص ۳۲۴)

کسی حدیث کی کتاب میں اس مضمون کی صحیح حدیث نہیں ہے۔ یہ صریحاً جھوٹ ہے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ مہدی کدعہ میں پیدا ہوگا اور اس کے پاس اس کے ۳۱۳ اصحاب کے ناموں کی ایک کتاب ہوگی۔ جواہر الاسرار کوئی معتبر کتاب نہیں ہے۔ دوسرے کدعہ قادیان کا معرب نہیں ہے بلکہ یمن کی ایک بستی کا نام ہے' پنجاب کے قادیان کا نام نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا جتنا بڑا دعویٰ ہے اتنا ہی بڑا جھوٹ بولا ہے۔

(۸)

ایک اور کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ ''بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس کی ہے۔ اور آخری آدم (جو مثل آدم اول کے ہوگا) چھ ہزار کے آخر میں پیدا ہونے والا ہے''۔ ملخصاً (ازالہ اوہام) ص ۶۹۶' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۷۵)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ انہوں نے تو بہت سی احادیث کا لفظ استعمال کیا ہے' وہ اس بارہ میں ایک بھی صحیح حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ یہ محض افتراء علی الرسول ہے۔

(۹)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ شیطان لعین نے عیسیٰ علیہ السلام کے قلب میں وسوسہ ڈالا تھا۔ ملخصاً۔ (یہ قصہ بائبل میں بھی مذکور ہے)

(ضرورۃ الامام ص ۱۵:۱۴' روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۴۸۶)

یہ بھی افتراء علی الرسول ہے۔ یہ کسی حدیث میں نہیں آیا۔ مرزا صاحب نے خود ہی حدیث گھڑ لی ہے۔ جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۱۰)

ایسا ہی مرزا صاحب نے ایک اور حدیث گھڑی ہے کہ

کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمہ کاھناً

یعنی ہندوستان میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن یعنی کنھیا تھا جس کو کرشن کہتے ہیں۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۳۸۲)

یہ بھی کوئی حدیث نہیں۔ یہ مرزا صاحب کا افتراء علی الرسول ہے۔

(۱۱)

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افتراء کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں' اور میں جلد مفتری کو پکڑتا ہوں اور اس کو مہلت نہیں دیتا''۔

(شہادۃ الملہمین ص ۳۴)

ایسا ہی انجام آتھم صفحہ ۴۹' ۵۰ اور ۶۳ پر بھی لکھا ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم میں کہیں مرقوم نہیں کہ میں مفتری کو جلد ہلاک کرتا ہوں بلکہ اس کے برعکس ہے کہ ''جو لوگ خدا پر افترا کرتے ہیں وہ نجات اور فلاح نہیں پائیں گے ہاں دنیا میں انہیں نفع ہو تو ہو۔ علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ مفتری کو ۲۳ سال تک مہلت مل سکتی ہے زیادہ نہیں۔

(ملاحظہ ہو اربعین نمبر ۴ ص ۶' ضمیمہ اربعین ۳/۴ ص ۲' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۳۵' ص ۴۰۱)

(۱۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ تفسیر ثنائی (تفسیر مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم) میں لکھا ہے کہ ابو ہریرۃؓ فہم قرآن میں ناقص تھا اور اس کی روایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرۃؓ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۲۳۴)

یہ بھی مرزا صاحب نے نہایت دلیری سے جھوٹ بولا ہے۔ تفسیر ثنائی میں ہرگز ہرگز ایسا لکھا ہوا نہیں ہے۔

(۱۳)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔ (ازالہ اوہام ۲۵۲' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۲۷)

یہ بھی ایک سفید جھوٹ ہے اور افتراء علی الرسول بھی۔ کسی حدیث صحیح میں نہیں آتا کہ تمام بنی آدم پر سو سال تک قیامت آجائے گی۔ ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد''

(۱۴)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے:

وقد سبونی بکل سب فما رددت علیھم جوابھم

اور انہوں نے (لوگوں نے) مجھے ہر قسم کی گالیاں دیں لیکن میں نے ان کے جواب میں بھی کوئی گالی نہیں دی۔

(مواہب الرحمٰن ص ۱۸' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۲۳۶)

یہ مرزا صاحب کا اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ شاید اس سے بڑا دنیا میں کسی نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ مرزا صاحب کو کسی نے کوئی گالی نہیں دی۔ زیادہ سے زیادہ علماء نے انہیں دجال یا کذاب اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ اور یہ گالی نہیں ہے کیونکہ یہ الفاظ ہر اس شخص کے لیے حدیث نبوی میں آئے ہیں جو آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرے۔ لیکن مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو اتنی گالیاں دی ہیں کہ ان کو جمع کر کے لوگوں نے ضخیم کتابیں مرتب کی ہیں۔ اور گالیاں بھی اتنی گندی کہ ان کو لکھتے ہوئے خود قلم کو حیاء آتی ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ کنجریوں کی اولاد (یعنی حرامی) آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷) جنگلوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیاں۔ (نجم الہدیٰ ص ۵۳)۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ (گالیوں کو سخت الفاظ کا نام دے دیا ہے۔ ظفر) جوابی طور پر ہیں۔ (کتاب البریہ ص ۱۱)

(۱۵)

مرزا صاحب نے ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بارہ میں مسلمان علماء اور عوام کو اپنی کتاب میں بہت کوسا ہے۔ اور ان کو یہودی خصلت کہا ہے۔ پھر نتیجہ کے طور پر لکھا:

''پس اس علیم و کریم کا قرآن کریم میں یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے جیسا کہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا''۔ (ازالہ اوہام ص ۷۲۸ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۹۰)

یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ کیا کوئی قادیانی قرآن حکیم کی یہ آیت بتا سکتا ہے جس میں لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ تمام قادیانیوں کو ہمارا یہ چیلنج ہے کہ مکہ اور مدینہ میں نازل شدہ قرآن میں سے یہ آیت نکال دیں' نہیں تو بچ سب یک آواز پڑھیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین

(۱۶)

مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ عبداللہ آتھم کے بارہ میں میری پیشگوئی میں بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدے کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا' سو وہ مجھ سے پہلے مر گیا۔ (کشتی نوح ص ۶' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۶)

اس بیان میں بھی مرزا نے سفید جھوٹ بولا ہے' پیشگوئی یہ نہیں تھی بلکہ یہ تھی:

''اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے' وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا.......... میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے' وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

(جنگ مقدس ص ۱۸۸' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۲۹۲۔۲۹۳)

پھر اپنی کتاب کرامات الصادقین کے آخری صفحہ پر بھی مرزا صاحب نے بحث کے خاتمہ سے لے کر ۱۵ ماہ کی قید لگائی یعنی وہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔

کشتی نوح کی اوپر دی گئی عبارت میں مرزا صاحب پندرہ ماہ کی موت کی قید تو ہضم کر گئے اور جھوٹ بول کر یہ لکھ دیا کہ ''جو شخص اپنے عقیدے کی رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو وہ مجھ سے پہلے مر گیا''۔

اس عبارت سے ایک سطر اوپر یہ لکھا کہ ''پندرہ ماہ کے بعد مرا اگر مر گیا''۔ مرنا تو ہر ایک نے ہے۔ آپ بھی مر گئے۔ شرط پندرہ ماہ میں مرنے کی تھی۔ چنانچہ وہ نہ مرا اور آپ کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ اب آپ نے پندرہ ماہ کی قید اڑا کر دوسرا جھوٹ بولا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب ''قادیانیت''

(۱۷)

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''جس کی لاش اس تصویر میں دیکھ رہے ہو یہ ایک ہندو متعصب آریہ دشمن اسلام تھا' جس نے میری نسبت اپنی کتب میں پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مارا جائے گا۔ اور میں نے بھی اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا۔ اب دیکھ لو کہ مسلمانوں کا خدا ہندوؤں کے مصنوعی پرمیشر پر غالب آ گیا۔ میں زندہ موجود ہوں۔ اور یہ مر گیا''۔ (نزول المسیح ص ۱۷۵' روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۵۵۳)

اس میں بھی مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا۔ اصل پیشگوئی کے وقت چھری کا لفظ نہیں تھا۔ چھری کا لفظ لیکھرام کے قتل کے بعد اضافہ کیا گیا۔ اصل پیشگوئی میں خارق عادت کے الفاظ تھے۔ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ کو جو پیشگوئی کا اشتہار مرزا صاحب نے دیا تھا اس میں خارق عادت کے الفاظ تھے۔ چنانچہ لکھا:

''اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔ اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لیے میں تیار ہوں۔ اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔ اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں''۔ (اشتہارات جلد ۱ ص ۳۷۳' آئینہ کمالات اسلام ص ۳ ضمیمہ)

اس پیشگوئی میں صاف طور پر ''خارق عادت'' کا لفظ ہے۔ چھری وغیرہ کا کوئی لفظ نہیں ہے۔ اور خارق عادت کی تعریف مرزا صاحب نے خود یہ کی ہے کہ خارق عادت وہ ہے جس کی دنیا میں نظیر نہ پائی جائے۔ (ملاحظہ ہو سرمہ چشم آریہ ص ۱۷' حقیقۃ الوحی ص ۱۹۶ وغیرہ)

اب دیکھیں کہ یہ کس قدر جھوٹ اور بے ایمانی ہے کہ پیشگوئی میں تو نرالا اور خارق عادت کے الفاظ ہیں۔ اور وہ مر گیا چھری سے' تو اس کے مرنے کے بعد ''چھری'' کے لفظ کا پیشگوئی میں اضافہ کر دیا۔ چھری سے مرنا تو کوئی خارق عادت نہیں۔ چھری سے سینکڑوں

ہزاروں لوگ دنیا میں ہر روز مرتے ہیں۔ اب مرزا صاحب کس قدر عیاری اور چالاکی سے اپنی اس پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہے ہیں۔ دنیا میں سارے لوگ آپ کے مریدین کی طرح احمق نہیں ہیں جو آپ کی ہر الٹی سیدھی بات کو سچا سمجھتے ہیں۔ کچھ صاحب عقل و فکر بھی اس دنیا میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں وہ آپ کے اس جھوٹ کو کیسے سچا سمجھ سکتے ہیں:

(۱۸)

مرزا صاحب نے نہ صرف اپنی پیشگوئیوں کی عبارتوں میں ہیر پھیر کیا بلکہ دوسرے اکابر امت کی عبارتوں میں بھی ہیر پھیر کر کے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کی ایک مثال حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی ایک عبارت ہے۔ جس میں وہ محدث کے بارہ میں لکھتے ہیں:

واذا کثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم یسمی محدثاً

اور جس شخص کو کثرت کے ساتھ اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے وہ محدث کہلاتا ہے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ۲ ص ۹۹)

مرزا صاحب نے یہ عبارت اپنی کتاب تحفہ بغداد میں نقل کی ہے وہاں ''محدث'' کا لفظ نقل کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تحفہ بغداد ص ۲۱ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۷ ص ۲۸) یہی محدث کا لفظ انہوں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام ص ۹۱۵ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۶۰۰ پر بھی نقل کیا ہے۔ مرزا صاحب کے مرید خاص اور ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر پادری محمد علی قادیانی لاہوری نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام ص ۲۲۸ پر بھی محدث کا لفظ نقل کیا ہے' لیکن مرزا صاحب نے جب دعویٰ نبوت کیا تو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مجدد صاحبؒ کی اس عبارت کو بطور دلیل پیش کیا مگر اب یہاں عبارت میں ہیر پھیر کیا اور بجائے محدث کے ''نبی'' کا لفظ اپنی طرف سے لکھ دیا اور اس کی نسبت حضرت مجددؒ کی طرف کر دی۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امر کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے''۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰' روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۴۰۶)

اس عبارت میں الفاظ ''اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے'' مرزا صاحب نے اپنی طرف سے اضافہ کیے ہیں یہ بہت بڑا جھوٹ اور بے ایمانی ہے۔

مرزا صاحب کے مریدین کو شرم آنی چاہیے کہ ان کا نبی اس قدر جھوٹ بولتا ہے بلکہ بہتان لگاتا ہے کہ ایک بات مجدد صاحب نے کہی نہیں اور ان کی طرف منسوب کردی۔

یہ تو مجدد صاحب کے قول میں قطع و برید کی۔ مرزا صاحب نے احادیث رسول میں بھی قطع و برید کی ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ مرزا صاحب نے سیدنا ابن عباسؓ سے ایک حدیث سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ ص ۱۴۶ پر نقل کیا ہے۔ یہ حدیث کنز العمال جلد ۷ ص ۲۶۸ میں بھی ہے۔ اس میں ایک لفظ ''من السماء'' ہے۔ حدیث نقل کرنے میں مرزا صاحب ''من السماء'' کا لفظ کھا گئے ہیں۔ اور یہ ایک بہت بڑی بددیانتی ہے۔ اور یہ بددیانتی صرف مرزا صاحب جیسا شخص ہی کرسکتا ہے۔

(۱۹)

مرزا صاحب اپنے ایک اشتہار بعنوان ''عام مریدوں کے لیے ہدایت'' مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۷ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں''۔

یہ بھی مرزا صاحب کا نہ صرف بہت بڑا جھوٹ بلکہ افتراء علی الرسول ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں یہ نہیں فرمایا۔

(۲۰)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب انجام آتھم کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی جیسا کہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر در منثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔

(انجام آتھم حاشیہ ص ۳۰ روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۰)

یہ بھی سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔ نہ کسی حدیث [illegible] میں من جانب اللہ چالیس دن

کا وعدہ قطعی پورا ہونا مذکور ہے اور نہ تفسیر کبیر اور در منثور میں کسی جگہ ثابت ہے۔ حالانکہ تفسیر کبیر اور روح المعانی وغیرہ میں صاف طور پر مرقوم ہے کہ اگر ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب آئے گا' اور ان پر عذاب کا آنا اور عذاب دیکھ کر ان کا ایمان لانا پھر عذاب کا ٹلنا اور مرتفع ہونا یہ سب قرآن حکیم سے ظاہر ہے۔

(۲۱)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے' خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی کہ **هذا خليفة الله المهدى**۔

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

(شہادۃ القرآن ص ۴۱' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۳۷)

پوری بخاری پڑھ جایئے' بخاری کے تمام نسخے کھنگال لیجیے آپ کو کہیں یہ حدیث نہیں ملے گی۔ لیکن مرزا صاحب کو دیکھئے کہ کس قدر ڈھٹائی سے جھوٹ بولا ہے کہ بخاری میں یہ حدیث ہے۔ پھر حدیث کی اہمیت بڑھانے کے لیے بخاری کی کس قدر تعریف اور مدح سرائی کی ہے' حالانکہ بخاری کی کئی حدیثوں کا انکار کیا ہے۔ اب اپنی خودغرضی کے لیے اس حدیث کی بخاری کی طرف نسبت کرڈالی۔

قادیانی کہتے ہیں کہ فلاں امام نے فلاں حدیث بحوالہ بخاری لکھی حالانکہ وہ حدیث بخاری میں نہیں ہوتی' لہٰذا یہ بھی اسی طرح کی غلطی ہے۔ لیکن یہ کوئی جواب نہیں۔ امام مدعی نبوت نہیں ہیں۔ اور مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا ہے اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ ''روح القدس کی قدوسیت ہر وقت ہر دم ہر لحظہ بلافصل ملہم (یعنی خود مرزا صاحب) کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے''۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۹۳' حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۵ ص ۹۳)

(۲۲)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیال اور

دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا"۔
(اربعین نمبر ۳ ص ۱۷ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۱۳ حاشیہ)

صحیح مسلم اور صحیح بخاری اور نہ ہی کسی اور کتاب میں ایسی کوئی روایت ہے جس میں مرزا صاحب کا ذکر ہو۔ مرزا صاحب کو اپنے بارے میں کچھ زیادہ ہی غلط فہمی ہے۔ ہاں انگریزوں کی کتابوں میں مرزا صاحب اور ان کے باپ دادا کا ذکر ہے کیونکہ یہ ان کے خود کاشتہ پودا تھے۔

(۲۳)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف سے ہے اور میں حدیث رسول کی پیروی کرتا ہوں جو ہمیشہ حق و معرفت ہے اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو خیر القرون میں باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی۔ اور اس اعتقاد پر زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا۔ اور جو شخص شریعت محمدی میں ذرا برابر کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو"۔ (انجام آتھم ص ۱۴۴ روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۱۴۴)

یہ بھی مرزا صاحب نے صریحا جھوٹ بولا ہے۔ کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت بایں معنی کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا' نزول عیسیٰ بن مریم' معراج جسمانی جہاد قیامت تک رہے گا وغیرہ یہ اجماعی عقائد نہیں ہیں؟ پھر مرزا صاحب نے ان تمام عقائد کا کیوں انکار کیا ہے؟ مرزا صاحب نے قریبا ۳۱ اجماعی اور قرآن وسنت سے ثابت شدہ عقائد کا انکار کیا ہے۔ البتہ ایک بات اس اقتباس میں انہوں نے سچی کہی ہے کہ "جو شخص شریعت محمدی میں ذرہ برابر کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو" یہ کمی بیشی انہوں نے کی ہے۔ اور وہ اس لعنت کے مستحق ہوئے ہیں۔

(۲۴)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ
"یہ قرآن شریف اور انجیل سے ثابت ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو رد کر دیا تھا اور اصلاح مخلوق میں تمام نبیوں سے ان کا گرا ہوا نمبر تھا"۔
(نصرۃ الحق ص ۳۸' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۴۸)

تمام قادیانی مل کر قرآن کی وہ آیت نکال دیں جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اصلاح اخلاق میں ان کا تمام نبیوں سے گرا ہوا نمبر تھا۔ نہیں تو پھر مل کر پڑھیں لعنة الله على الكاذبين.

(۲۵)

مرزا صاحب خدا کی ناراضگی برداشت کر سکتے تھے اور کی بھی' لیکن انگریز کی ناراضگی ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب کو ایک مرتبہ الہام ہوا

"سلطنت برطانیہ تا ہشت سال بعد ازاں ایام ضعف و اختلال"

اس الہام کو مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں چھاپ دیا۔ اب مرزا صاحب پریشان ہو گئے۔ فورا ایک رسالہ "کشف الغطاء" کے نام سے لکھ مارا جس میں اپنے بارہ میں اور باتوں کے علاوہ اس الہام کے بارہ میں لکھا:

"دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین (بٹالوی) نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی۔ میں اس بہتان کا جواب بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کو تباہ کرے۔ میں نے ایسا الہام ہرگز شائع نہیں کیا"۔
(کشف الغطاء ص ۲۰' روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۲۱۶)

مرزا صاحب کا یہ ایک قابل شرم جھوٹ ہے۔ آپ کو یہ الہام ہوا اور آپ کے اس الہام کو آپ کے منجھلے لڑکے بشیر احمد نے اپنی کتاب سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۵۷ پر شائع کیا ہے۔ پھر اس پر بحث کی ہے کہ یہ ہشت سال (آٹھ سال) کہاں سے شروع کرنے ہیں۔ آخر میں لکھا کہ

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اس کی معیاد شمار کی جائے کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لیے بطور حرز کے بیان کیا ہے۔ پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگ عظیم کی ابتداء

اونہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں مل جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔"

(سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۷۶)

اس الہام کے بارہ میں مرزا محمود خلیفہ قادیان نے بھی لکھا ہے کہ "کوئی زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے کہ ہم یورپ کی دو بڑی سے بڑی طاقتوں سے دگنا بحری بیڑا رکھیں گے۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی فرمائی

سلطنت برطانیہ تاہشت سال بعد ازاں آثار ضعف واختلال

اس کے کچھ عرصہ بعد جب ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئیں تو اس سلطنت میں آثار ضعف شروع ہو گئے...... چنانچہ اسی وقت سے یہ کشمکش شروع ہوئی اور پھر روز بروز ضعف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۰)

مرزا صاحب کے دونوں بیٹے تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں یہ الہام ہوا لیکن وہ اس ڈر سے کہ کہیں انگریز ناراض نہ ہو جائے جھوٹ بول کر اس الہام ہی کا انکار کرتے ہیں۔ واہ رے انگریزی نبی!

(۲۶)

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول"۔

(اربعین نمبر ۱ ص ۲ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۳۴۴)

اس اقتباس میں مرزا صاحب نے کئی جھوٹ بولے۔ اگر انہیں انسانوں سے ہمدردی ہوتی تو وہ ان کی ہلاکت کے لیے بقول اپنے طاعون کی کبھی دعا نہ کرتے۔ چنانچہ وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ "میں نے طاعون پھیلنے کے لیے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۲۳۵) کبھی والدہ مہربان بھی اپنے بچوں کے لیے ایسی تباہی کی دعا مانگتی ہے جس سے لاکھوں انسان لقمہ اجل بن جائیں۔ پھر اس پر یہ دعویٰ ہے کہ

"وما ارسلناک الا رحمة للعلمین" کہ میں سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ۸۵)

کیا کبھی اصلی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کی ہلاکت کے لیے ایسی بددعائیں مانگی تھیں؟

پھر یہ کہنا کہ جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔ اس میں بھی ہر بات میں آپ نے جھوٹ بولا ہے۔ جھوٹ تو سینکڑوں کی تعداد میں نہ صرف بولے بلکہ کتابوں میں لکھ دیئے جن میں یہ چھبیسواں جھوٹ تو میں آپ کا لکھ رہا ہوں اور ابھی کئی باقی ہیں۔ جہاں تک شرک کا تعلق ہے ۵۲ سال تک آپ خود "شرک عظیم" میں مبتلا رہے کیونکہ عقیدہ نزول مسیح "آپ کے نزدیک" شرک عظیم ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۶۰) باقی رہا ظلم تو شرک بذات خود ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ "ان الشرک لظلم عظیم" (بے شک شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے) پھر انگریز جیسی ظالم قوم کو مسلمانوں اور دیگر ہندوستانیوں پر مسلط رکھنے کی کوششیں کرنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ بدعملی کی حالت یہ ہے کہ غیر محرم عورتوں سے ٹانگیں اور پاؤں دبوانا۔ (ملاحظہ ہو سیرۃ المہدی جلد ۳ ص ۲۷۳، الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸) اللہ تعالیٰ کے حکم کے برخلاف روزوں کی قضا نہ کرنا۔ (سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۶۵، ۶۶) زندگی میں کبھی اعتکاف نہ بیٹھنا (سیرۃ المہدی ص ۶۸) آپ کے امام کا نماز باجماعت میں تیسری رکعت میں رکوع کے بعد آپ کی فارسی نظم پڑھنا اور آپ کا بھی اس نماز میں موجود ہونا اور امام کو نہ ٹوکنا اور نماز کو نہ دہرانا، کیا یہ سب بدعملی کے افعال نہیں ہیں (سیرۃ المہدی جلد ۳ ص ۱۳۸) محمدی بیگم کے معاملہ میں اس کے ماموں مرزا امام الدین کو رشوت کی پیشکش کرنا (سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۱۹۳) سود کا حرام روپیہ دینی کاموں میں خرچ کرنا (سیرۃ المہدی جلد ۲ ص ۱۱۲) اگر یہ بدعملی اور بے دینی کے کام نہیں تو پھر اور کون سے کام بدعملی کے ہیں؟

اس سے بڑھ کر اور ناانصافی کیا ہوگی کہ جب آپ نے پہلی بیوی حرمت بی بی المعروف "پھجے دی ماں" (سیرۃ المہدی جلد ۱ ص ۳۳) کے ہوتے ہوئے ۵۵ سال کی عمر میں جب کہ آپ بالکل نامرد تھے، نصرت جہاں جس کی عمر ۱۸ سال تھی شادی کر لی اور پہلی بیوی سے مباشرت وغیرہ کے تمام تعلقات منقطع کر لیے اور پھر اسے طلاق بھی دے دی۔ اور اس کا

حق مہر بھی ادا نہ کیا' اور پھر اپنے بیٹے سلطان احمد کو اپنی وراثت سے محروم کر دیا اور اپنی ساری جائیداد معمولی رقم کے عوض دوسری بیوی نصرۃ جہاں کے نام گروی کر دی تا کہ پہلی بیوی کو حق مہر ادا نہ کرنا پڑے اور اس کی اولاد جائیداد میں سے حصہ نہ لے لے' یہ سب بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے؟ (تفصیل کے لیے دیکھئے احقر کی کتاب ''قادیانیت'')

باقی رہا بداخلاقی کا معاملہ' تو اس سے بڑی بداخلاقی کیا ہو گی کہ آپ نے ان لوگوں کو جو آپ کو نبی نہیں مانتے ''کنجریوں کی اولاد'' کہا۔ اپنے مخالفین کو حرامی تک کہا۔ مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم کو تین شعروں میں گیارہ گالیاں دیں۔ آپ کی گالیوں پر ضخیم کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ یہ سب کچھ اگر بداخلاقی کے زمرے میں نہیں آتا تو کیا بداخلاقی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت　　　دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

(۲۷)

مرزا صاحب نے لکھا ہے

ان اللہ لا یترکنی علیٰ خطاء طرفۃ عین و یعصمنی عن کل مین او یحفظنی من سبل الشیاطین

بے شک اللہ تعالیٰ پلک جھپکنے کی مقدار بھی مجھے غلطی پر نہیں چھوڑتا۔ اور ہر غلطی سے مجھے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے مجھے محفوظ رکھتا ہے۔

(نور الحق' صفحہ آخر روحانی خزائن جلد ۸ ص ۲۷۲)

یہ بھی مرزا صاحب نے بالکل جھوٹ بولا ہے۔ غلطی اور خطاء تو معمولی چیز ہے آپ تو ۵۲ سال تک ''شرک عظیم'' میں مبتلا رہے۔ اور دعویٰ ہے کہ میں تو پلک جھپکنے تک بھی غلطی پر نہیں رہتا۔ اس کو دماغی خلل ہی کا نام دیا جا سکتا ہے۔

(ملاحظہ ہو روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۱۱۳' اعجاز احمدی ص ۷)

(۲۸)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ لم یلد کا لفظ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کسی کا بیٹا

نہیں۔ کسی کا جنایا ہوا نہیں۔　　(ست بچن ص ۱۴۰' روحانی خزائن جلد ۱۰ ص ۲۶۴)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے ایک تو جھوٹ بولا جو یہ ترجمہ کیا۔ اور دوسرا اپنی جہالت کا ثبوت دیا وہ یہ کہ اس آیت کا ترجمہ غلط کیا۔ **لم یلد** کا درست ترجمہ ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔ قادیانی حضرات مرزا صاحب کی یہ غلطی درست کر لیں۔

(۲۹)

عبداللہ آتھم کے بارہ میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

''پس اے حق کے طالبو! یقیناً سمجھو کہ ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری نکلی اور اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی''۔

(انوار الاسلام ص ۷' روحانی خزائن جلد ۷ ص ۷)

یہ بھی مرزا صاحب نے بالکل صریح جھوٹ بولا ہے بلکہ مرزا صاحب کی پیشگوئی نے اسلام کو ذلیل کروایا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ

''پھر کیا تھا' عیسائیوں کو اور بھی موقع ہاتھ لگا۔ پس انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا۔ اور دین اسلام پر ٹھٹھے کیے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے''۔

(سراج منیر ص ۵۴' روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۴۵)

اگر عبداللہ آتھم کے ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری ہو گئی تھی تو پھر مرزا صاحب کو اور قادیانیوں کو خوش ہونا چاہیے تھے نہ کہ عبداللہ آتھم اور اس کے ساتھیوں کو۔

(۳۰)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ عبداللہ آتھم نے عین جلسہ مباحثہ میں ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور پیشگوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا۔

(کشتی نوح ص ۶' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۶)

یہ بھی مرزا صاحب نے سفید جھوٹ بولا ہے۔ پیشگوئی کی بنیاد سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی توہین نہیں تھی بلکہ اس کے غلط عقائد تھے۔ چنانچہ ہم اس کی پیشگوئی کی عبارت یہاں پر نقل کرتے ہیں۔

''تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عملاً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے' وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے''۔

(جنگ مقدس ص ۲۰۹' ۲۱۰' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۲۹۱' ۲۹۲)

چونکہ مرزا صاحب کی پیشگوئی بابت عبداللہ آتھم غلط ثابت ہوئی اس وجہ سے انہوں نے یہ جھوٹ بولا کہ اس نے ستر آدمیوں کے روبرو حضور علیہ السلام کی توہین سے رجوع کر لیا تھا۔

(۳۱)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

اعطیت صفة الافناء والاحیاء من رب الفعال

اور مجھ کو مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۳' روحانی خزائن' جلد ۱۸ ص ۵۵۔۵۶)

یہ مرزا صاحب کا سب سے بڑا جھوٹ ہے' کیونکہ زندہ کرنے اور مارنے کی صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو نہیں دیں۔ اسی وجہ سے سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی یہی تعریف بتائی تھی کہ میرا رب وہ ہے جو موت اور حیات کا مالک ہے۔ مرزا صاحب کو اگر یہ دونوں صفات دی گئی ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اب انہوں نے درجہ نبوت سے درجہ الوہیت میں چھلانگ لگا دی ہے اور اب قادیانیوں کو انہیں نبی کے بجائے خدا ماننا چاہیے۔ لیکن مرزا صاحب خود ہی کہتے ہیں کہ

''اور صاف فرماتا ہے کہ کوئی شخص موت و حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہو سکتا۔ اس جگہ ظاہر ہے کہ اگر کسی مخلوق کو موت اور حیات کا ملک بنا دینا اور اپنی صفات میں شریک کر دینا اس کی عادت میں داخل ہوتا تو وہ بطور استثناء ایسے

لوگوں کو ضرور باہر رکھ لیتا' اور ایسی اعلیٰ توحید کی ہمیں ہرگز تعلیم نہ دیتا''۔

پھر چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

''خداتعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۱۷ حاشیہ' روحانی خزائن' جلد ۳ ص ۲۶۰)

(۳۲)

مرزا صاحب نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ

''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے''۔

(چشمہ معرفت ص ۲۸۶' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۲۹۹' تجلیات الٰہیہ ص ۳۰' روحانی خزائن جلد ص ۴۱۴)

مرزا صاحب اور قادیانی یہ تو بتا دیں کہ یہ کس تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ لڑکے تھے؟ آپ کی تو کل اولاد گیارہ نہیں تھی۔ یہ مرزا صاحب کا سفید جھوٹ بھی ہے اور جہالت بھی۔ نبی جاہل نہیں ہوتا۔ وہ تو تمام دنیا سے زیادہ عالم ہوتا ہے۔

(۳۳)

مرزا صاحب نے کہا ہے کہ

''دیکھو ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا''۔ (ملفوظات مرزا غلام جلد ۶ ص ۵۷)

یہ بھی مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ہے اور نہایت بودی قسم کی جہالت۔ قادیانیوں نے اتنے جاہل کو اپنا نبی بنایا ہے۔ جو دماغی خلل کی وجہ سے کبھی کہتا ہے کہ گیارہ بیٹے آپ کے تھے اور کبھی کہتا ہے کہ ۱۲ بیٹیاں تھیں اور بیٹا کوئی نہ تھا۔ واقعی وہ مالیخولیا کا مریض تھا۔

(۳۴)

مرزا صاحب اپنی تاریخ دانی کے مزید جواہر ان الفاظ میں دکھاتے ہیں:

''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ

پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند ماہ بعد وہ بچہ چھوڑ کر مر گئی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا' بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا''۔ (پیغام صلح ص ۲۸' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۴۶۵)

اس بیان میں بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا اور جہالت کا مظاہرہ بھی کیا۔ آپ کے والد آپؐ کی پیدائش سے قبل انتقال فرما گئے تھے اور جب آپؐ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو اس وقت آپؐ کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ مرزا صاحب کا سفید جھوٹ اور جہالت ہے جو یہ لکھ دیا کہ آپؐ کی پیدائش کے چند دن بعد آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور چند ماہ بعد والدہ کا۔ قادیانیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کس پاگل اور جاہل سے تعلق قائم کیا ہے؟ یہ ہے تمہارا مسیح موعود اور مثیل محمدؐ (معاذ اللہ)

(۳۵)

اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب نے اپنا ایک الہام نقل کیا ہے کہ اللہ نے مجھے کہا:

واتانی مالم یوت احداً من العالمین

مجھ کو وہ کچھ دیا گیا ہے جو تمام جہانوں میں کسی کو نہیں دیا گیا

(استفتاء حقیقۃ الوحی ص ۷۸ ضمیمہ)

یہ بھی مرزا صاحب کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ محمدی بیگم تو ملی نہیں۔ اور ساری زندگی انگریزوں کی چوکھٹ پر ناک رگڑتے رہے۔ اگر اللہ نے کچھ دیا ہوتا تو انگریزوں کو اپنا آقا نہ سمجھتے اور ان کی اس قدر خوشامد نہ کرتے جیسا کہ اپنی کتاب کشف الغطاء وغیرہ میں کی ہے۔ لہٰذا یہ بھی آپ نے جھوٹ بولا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا۔ اگر واقعی یہ الہام ہوا ہے تو یہ الہام رحمانی نہیں بلکہ سراسر شیطانی ہے۔

(۳۶)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''یہ کہنا کہ وہ کتابیں (توراۃ وانجیل) محرف ومبدل ہیں' ان کا بیان قابل اعتبار نہیں۔ ایسی بات وہ ہی کہے گا جو خود قرآن شریف سے بے خبر ہے''۔

(چشمہ معرفت ص ۷۵' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۸۳)

یہ بھی مرزا صاحب نے سراسر جھوٹ بولا ہے۔ خود قرآن حکیم میں ان کتابوں کے محرف اور مبدل ہونے کا ذکر ہے اور مرزا صاحب نے خود بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ کتابیں محرف ہو چکی ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ''یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں اور ذرہ برابر قابل اعتبار نہیں'' (تریاق القلوب ص ۱۴' روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۱۴۲) اپنی ایک اور کتاب میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔'' (توراۃ' انجیل اور زبور کے متعلق لکھا) وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اس میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے' وہ کتابیں محرف و مبدل ہیں''۔ (چشمہ معرفت ص ۲۵۵' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۲۶۶)

(۳۷)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ

''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا''۔

(ازالہ اوہام ص ۴۷۱' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۳۵۳)

لیکن اپنی دوسری کتابوں میں یہ لکھا کہ

''بعد اس کے کہ مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف گیا اور وہیں فوت ہوا''۔ (کشتی نوح ص ۵۳' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۵۷)

پھر ایک اور کتاب میں لکھا کہ

''بہر حال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے''۔ (اتمام الحجہ ص ۱۸' روحانی خزائن جلد ۸ ص ۲۹۶)

اس اقتباس میں آگے بتایا کہ بلاد شام میں یہ قبر عیسیٰ ''القدس'' یعنی یروشلم میں ہے۔ اور یہیں ان کی والدہ سیدہ مریم کی بھی قبر ہے۔

یہ تین مختلف چیزیں اور تین مختلف نام سیدنا مسیح علیہ السلام کی قبر کے انہوں نے اپنی تین کتابوں میں ذکر کیے۔ کشمیر' گلیل اور یروشلم (القدس) اب ان میں کون سا درست مانا جائے؟ اصل میں یہ تینوں مرزا صاحب کے جھوٹ ہیں۔ یقین مرزا صاحب کو خود بھی نہیں کہ سیدنا مسیح کی قبر کہاں ہے کیونکہ ان کے اندر کا ضمیر انہیں ملامت کرتا ہے کہ وہ تو زندہ ہیں اور ۵۲

سال تک تمہارا خود اپنا بھی یہ عقیدہ رہا کہ وہ زندہ ہیں' پھر تم صرف اپنی دنیا کمانے کے لیے ان کو مار رہے ہو اور کبھی کشمیر' کبھی گلیل اور کبھی یروشلم میں ان کی قبر بتا رہے ہو۔

صحیح بات مرزا صاحب کی وہی ہے جو انہوں نے سب سے پہلے اپنی سب سے پہلی کتاب میں کہی اور کذاب بھی کبھی کبھی سچ بول دیتا ہے۔ لکھتے ہیں:

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله

''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعے سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا''۔

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸' روحانی خزائن جلد ۱ ص ۵۹۳)

صحیح بات یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس جسد عنصری کے ساتھ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے اور وہ قرب قیامت میں ضرور تشریف لائیں گے۔ مرزا صاحب کو خود بھی اس کا ۵۲ سال تک اقرار رہا۔ بعد میں قرآن و حدیث کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی وحی کی وجہ سے انہوں نے اس عقیدہ میں تبدیلی کی۔ باقی قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اس وقت وہ نبی اور رسول نہیں تھے یا انہوں نے اس وقت دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ تو ان کی یہ بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی' کیونکہ نبی پیدائشی طور پر نبی ہوتا ہے اور اس کی قبل از نبوت زندگی بھی گناہوں سے یک قلم محفوظ ہوتی ہے چہ جائیکہ وہ ''شرک عظیم'' میں مبتلا ہو۔ دوسرے مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ براہین احمدیہ میں بھی میرا نام رسول رکھا گیا۔ (ایام الصلح ص ۷۵' روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۴۰۹) جب اس وقت بھی وہ رسول تھے تو پھر وہ بارہ سال تک ''شرک عظیم'' یعنی عقیدہ نزول مسیح میں کیوں مبتلا رہے؟

اصل بات یہ ہے کہ بات وہی صحیح ہے جو مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں لکھی باقی سب باتیں سفید جھوٹ ہیں۔ مرزا صاحب کو خود یقین نہیں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں ہے۔ اسی لیے کبھی کشمیر میں اور کبھی گلیل اور کبھی یروشلم میں لکھتے ہیں۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب عقیدۃ اہل الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام۔

(۳۸)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی عمر ہوئی تھی۔ تذکرۃ الشہادتین ص ۲۹ میں بھی ایک سو بیس سال عمر لکھی۔ (راز حقیقت ص ۲ حاشیہ' روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۱۵۴)

اپنی ایک اور کتاب میں لکھا کہ ''آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلّہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے''۔

(تریاق القلوب ص ۴۷' روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۴۹۹)

اپنی ایک اور کتاب معیار المذاہب میں سیدنا عیسیٰؑ کی ۳۲ سال لکھی یعنی ۳۲ سال عمر پا کر انہوں نے انتقال کیا۔ (معیار المذاہب ص ۱۰' روحانی خزائن جلد ۹ ص ۴۶۸)

مرزا صاحب نے یہ تین جھوٹ بولے ہیں۔ ان تینوں میں سے ایک بھی صحیح بات نہیں ہے۔ ان کی تو ابھی وفات ہی نہیں ہوئی تو یہ ۱۲۰ یا ۱۲۵ یا ۳۲ سال عمر کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۳۹)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں عربی زبان میں لکھا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ

''خدا کی قسم میں بہت مدت سے جانتا تھا کہ میں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہوں اور مسیح کے بجائے نازل ہونے والا شخص ہوں لیکن میں نے اس کو تاویلاً مخفی رکھا بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہا اور میں نے اس کے اظہار میں دس سال تک توقف کیا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱' روحانی خزائن جلد ۵ ص ۵۵۱)

یہ بھی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے۔ نبی سب سے پہلے اپنی وحی پر خود ایمان لاتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ''امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون'' مرزا صاحب جب خود ہی دس بارہ سال تک اپنی وحی پر ایمان نہیں لاتے اور توقف کرتے ہیں یہاں تک کہ موسلادھار بارش کی طرح وحی نازل ہو کر آپ کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتی ہے

تب کہیں جا کر آپ اپنے عقیدے یعنی "شرک عظیم" سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ نزول مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۹) یہ دراصل مرزا صاحب کا ایک گندہ جھوٹ ہے کہ انہیں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہے۔

(۴۰)

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے"۔

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۵۴)

یہ بھی مرزا صاحب کا ایک جھوٹ ہے کیونکہ قرآن حکیم کی رو سے تو وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے پھر یہ ان کا باپ کہاں سے آ گیا؟ تمام امت کا عقیدہ ہے کہ سیدہ مریمؑ نے پوری زندگی نکاح نہیں کیا اور ان کے صرف ایک بیٹے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ لیکن مرزا صاحب ان کے کئی حقیقی بہن بھائی ثابت کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ "مگر خدا نے ان کو پیدائش میں بھی اکیلا نہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۰ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۲۶۲)

اس سے بھی پتہ چلا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مرزا صاحب کے قول کے مطابق والد موجود تھے اور وہ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوتے تھے لیکن پھر دوسری کتاب میں کسی ترنگ میں آ کر لکھ دیا کہ

ھو خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ

اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا کیا

(مواہب الرحمٰن ص ۷۲ و ص ۷۶' روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۲۹۱' ۲۹۵)

اپنی کتاب چشمہ مسیحی ص ۵۸ پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بھائی یعقوب نامی بتایا ہے جو اپنے کو یہودی سمجھتا تھا۔

(۴۱)

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

"لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن

میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لیے فتوے دیے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی"۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۱۷' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۰۴)

مرزا صاحب نے یہ کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے۔ قرآن حکیم کی کس آیت میں یہ پیشگوئی ہے اور کون سی حدیث میں اس کا تذکرہ ہے؟ ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ

کلما قلت قلت من امرہ

میں نے جو کچھ کہا اس کے امر اور حکم سے کہا۔ (مواہب الرحمٰن ص ۳)

اور دوسری طرف خدا تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اتنا بڑا افترا اور بہتان۔ خود ہی کہتے ہیں کہ "خدا پر جھوٹ بولنے سے کوئی گناہ بدتر نہیں"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۴۹۵' تریاق القلوب ضمیمہ نمبر ۳)

قادیانیوں کو غور کرنا چاہیے کہ ان کا نبی اللہ پر جھوٹ باندھنے سے بھی نہیں چوکتا ورنہ آیات بتائیں جن میں یہ پیشگوئیاں ہیں۔ اور وہ احادیث بھی اور ان کتابوں کا نام بھی جن میں وہ احادیث ہیں۔

(۴۲)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہے

"مسیح موعود کے آنے کے لیے قرآن شریف بلند آواز سے وعدہ فرما رہا ہے۔ سورہ فاتحہ کی یہ دعا کہ خدا سے دعا کرو کہ خدا تمہیں اس وقت کے فتنہ سے بچائے جب کہ خدا کے مسیح موعود کی تکفیر اور تکذیب ہوگی اور زمین پر عیسائیت کا غلبہ ہو گا۔ صاف لفظوں میں اس موعود کی خبر دیتی ہے"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۲۶۷ حاشیہ)

یہ بھی مرزا صاحب نے اللہ جل جلالہ پر افتراء اور اتہام لگایا ہے۔ سورہ فاتحہ میں کون سی وہ آیت ہے جس میں یہ دعا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ پر ایک بہت بڑا افتراء ہے۔

(۴۳)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۶۹ پر لکھا ہے کہ

''آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ ہے اگر میں ان (نشانات) کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں''۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۷۰، ص ۱۶۸، ص ۵۰۳)

روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۱۶۸ پر لکھا کہ ''خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے''۔ پھر دو تین سطروں کے بعد لکھا ''اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہرایا ہے''۔ اب تین لاکھ سے نشان سینکڑوں میں آ گئے۔ پھر چند سطروں کے بعد لکھا ''اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے''۔ اب پھر وہ نشان سینکڑوں سے ہزاروں میں ہو گئے۔ کسی نے سچ کہا ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' جھوٹے شخص کا حافظہ نہیں ہوتا۔ یہی حال مرزا صاحب کا ہے۔ پھر چشمہ معرفت کتاب میں جو حقیقۃ الوحی کے بعد لکھی گئی مرزا صاحب کے نشانات ایک لاکھ ہو گئے۔ اور تذکرۃ الشہادتین ص ۴۳ پر یہ نشانات ۱۰ لاکھ بن گئے حالانکہ یہ کتاب حقیقۃ الوحی سے پہلے لکھی گئی۔ اس سے اندازہ لگا لیں کہ اپنے نشانات کے بارہ میں مرزا صاحب نے کس قدر جھوٹ بولا ہے۔

(۴۴)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب انجام آتھم میں اپنے مریدوں کی تعداد آٹھ ہزار سے زیادہ بتائی ہے۔ (ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۶، روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۱۰) یہ تعداد ۱۸۹۶ کی ہے۔ اس کے دو سال بعد ۱۸۹۸ میں جب انکم ٹیکس والوں نے انہیں نوٹس دیا تو ایک بیان حلفی میں اپنے مریدوں کی تعداد ۳۱۸ بتائی۔ یعنی اگلے دو سال میں تعداد زیادہ ہونی چاہیے تھی لیکن یہ تعداد آٹھ ہزار سے کم ہو کر ۳۱۸ ہو گئی۔ اب دونوں میں ایک تو قطعی طور پر غلط ہے بلکہ دونوں کے غلط ہونے کا امکان ہے کیونکہ مرزا صاحب نے کبھی سچ بولا ہی نہیں۔

(ملاحظہ ہو ضرورۃ الامام ص ۴۵، روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۵۱۶)

(۴۵)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ ''مجھے اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے'' لیکن چند صفحات آگے یعنی صفحہ ۲۴۲ پر لکھا کہ ''اس وقت سے آج تک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا ہے''۔

یا تو یہ دونوں بیان جھوٹ ہیں یا پھر دونوں میں سے ایک جھوٹ ہے۔ یہ فیصلہ قادیانی حضرات خود کر لیں۔

(۴۶)

مرزا صاحب نے اپنی کئی ایک کتابوں میں لکھا ہے کہ ''بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریمؑ کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے'' لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پایا جاتا کہ ابن مریم کا نزول آسمان سے ہوگا''۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۷، روحانی خزائن جلد ص ۲۰۲)

مرزا صاحب نے ایک اور جگہ بھی یہ کہا کہ ''احادیث میں مسیح موعود کے لیے ''نزول من السماء'' نہیں لکھا'' نزول کا لفظ ہے اور یہ ظلی معنی رکھتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۴ ص ۱۱۷)

یہ بھی مرزا صاحب نے صریحاً جھوٹ بولا ہے۔ کئی احادیث میں ''من السماء'' یعنی آسمان سے نزول ہوگا'' کا لفظ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اپنی ایک کتاب میں انہوں نے خود بھی تسلیم کیا ہے لکھا ہے:

''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا''۔ (ازالہ اوہام ص ۸۱، روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۴۲)

خود لکھا ہے کہ حدیث میں ''آسمان سے اتریں گے'' کا لفظ آتا ہے لیکن پھر دنیا کو دھوکا دینے کے لیے کہہ دیا کہ نہیں آتا

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ   کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

(۴۷)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھا ہے کہ

''قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا

وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے۔ یہ سراسر فضول باتیں ہیں''۔

(چشمہ معرفت حصہ دوم ص ا' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۴۱۱)

ساری دنیا کے قادیانی جمع ہو کر وہ آیت بتائیں جس میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ یہ درست ہے کہ قرآن حکیم میں چاند کے پھٹنے کا ذکر ہے لیکن یہ کسی آیت میں نہیں کہ انگلی کے اشارہ سے پھٹا۔ یہ مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔

(۴۸)

مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''بعض احادیث اور کشوف اولیاء کرام وعلمائے عظام میں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی معھود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا''۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۶' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۱۳۰)

یہ بھی مرزا صاحب کا صریح جھوٹ ہے۔ کس حدیث میں ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر آئے گا۔ پھر مرزا صاحب نے ''احادیث'' کا لفظ لکھ کر بتا دیا کہ کئی احادیث ہیں لیکن وہ ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ یہ صرف دھوکہ دینے کے لیے انہوں نے لکھا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ضمیمہ میں لکھا ہے:

''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۳۵۹)

اس سے چند سطور قبل قرآن حکیم پر افتراء کرتے ہوئے لکھا کہ

''ایسا ہی قرآن شریف نے اس طرف اشارہ کیا تھا کہ وہ مسیح موعود حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرح چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا''۔

(براہین احمدیہ ص ۱۱۸' روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۳۵۸)

اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں لکھا کہ'' حدیث اور اقوال علماء سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے ظاہر ہونے کا وقت چودھویں صدی کا سر ہے''۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۳۴' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۱۴۴)

قرآن حکیم کی کس آیت میں چودھویں صدی کا اشارہ ہے اور کن احادیث صحیحہ میں ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر آئے گا۔ اس کا ثبوت مرزا اور ان کی ذریت کے ذمہ ہے۔

ایسا ہی اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھا کہ'' ایسا ہی اسلام کے تمام اولیاء کا اس پر اتفاق تھا کہ اس مسیح موعود کا زمانہ چودھویں صدی سے تجاوز نہیں کرے گا''۔

(چشمہ معرفت ص ۳۱۸' روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۳۳۳)

ایسا ہی ازالہ اوہام میں لکھا کہ'' مکاشفات اکابر اولیاء بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی سے پہلے چودھویں کے سر پر ہوگا''۔

(ازالہ اوہام ص ۶۸۵' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۶۹)

پھر اپنی کتاب اربعین میں لکھا کہ'' اولیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگا دی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا''۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۳' روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۳۷۱)

ازالہ اوہام میں ایک جگہ لکھا ہے کہ'' ہاں تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۷۷' روحانی خزائن جلد ۳ ص ۱۸۸)

''اپنی کتاب ایام الصلح میں لکھا کہ'' بموجب آثار صحیحہ کے مسیح موعود کا صدی کے سر پر آنا ضروری ہے''۔ (ایام الصلح ص ۸۸' روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۳۲۵)

اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں لکھا کہ'' چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا جس قدر حدیثوں سے' قرآن سے اولیاء اللہ کے مکاشفات سے بپایہ ثبوت پہنچتا ہے' حاجت بیان نہیں''۔ (شہادۃ القرآن ص ۶۹' روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۶۵)

اس کے علاوہ مرزا صاحب نے اس بات کو اور کئی جگہ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ان اقتباسات کی رو سے یہ ثابت کرنے کی انہوں نے کوشش کی ہے کہ قرآن' احادیث صحیحہ' کشوف اولیاء اور تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ مسیح موعود تیرھویں صدی کے اختتام پر آئے گا۔ نہ قرآن میں یہ ہے' نہ احادیث نبویہ صحیحہ میں اس کو بیان کیا گیا ہے' نہ اکابر اولیاء کے متفقہ مکاشفات میں ہے اور نہ ہی مسلمانوں کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ مسیح موعود تیرھویں صدی کے آخر میں آئے گا اور نہ چودھویں صدی کے شروع میں۔ یہ مرزا صاحب کے کھلم کھلا جھوٹ ہیں۔ اور یہ جھوٹ بڑی دیدہ دلیری سے بولے گئے ہیں۔ ان اقتباسات میں مرزا